تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّمِیْعُ

(تقریر نمبر23)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الشعراء:221)

یعنی یقیناً وہی ہے جو بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

(درثمین)

سامعین! آج میری تقریر کا موضوع اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام "**اَلسَّمِیْعُ**" ہے۔ اس کے معنی ہیں سننے والا، دعا قبول کرنے والا۔ یعنی وہ خدا جس کی سماعت نے ہر راز اور سرگوشی کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جو اپنے بندوں کے اقوال اور اپنی مخلوق کی باتیں سنتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ ایسا سننے والا ہے جو مانگنے والے کو استجابت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت قرآن کریم میں تقریباً 31 مرتبہ بیان کی گئی ہے۔

علامہ راغب نے **سمیع** لفظ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَلسَّمْعُ کا لفظ منسوب کرتے ہیں تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا سنائی جانے والی اشیاء کے بارے میں علم ہونا اور ان کے بارہ میں جزا دینے کا ارادہ کرنا ہوتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک وادی کے قریب پہنچے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اللّٰه اکبر کا ذکر بلند آواز میں کرنے لگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! دھیما پن اختیار کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ " اِنَّهٗ مَعَكُمْ وَاِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ " وہ تو تمہارے ساتھ ہے اور وہ بہت سننے والا اور قریب ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ما یکره من رفع الصوت فی التکبیر)

حضرت مصلح موعودؓ **اَلسَّمِیْعُ** کے تحت لکھتے ہیں۔

"**اَلسَّمِیْعُ** کے معنی ہیں کہ وہ لوگوں کی دعائیں سنتا اور انہیں نرالے طور پر قبول کرتا ہے اور یہ کہ اُس کے سوا نہ زندہ آدمی دوسروں کی دعائیں سُن سکتے ہیں اور نہ مُردہ۔ صرف خدا ہی ہے جو لوگوں کی دعائیں سنتا اور اُن کو قبول فرماتا ہے چنانچہ دیکھ لو۔ کوئی یورپ میں دُعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ کوئی چین میں دُعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ کوئی جاپان میں دُعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ کوئی روس میں دُعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ کوئی مصر، شام اور فلسطین میں دُعا مانگ رہا ہوتا ہے مگر خدا اُن سب کی دعائیں سُن رہا ہوتا ہے۔ پس اِس صفت کے ذریعے بنی نوع انسان کو اِس امر کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے کہ تمہارا خدا وہ ہے جو تمہاری دعاؤں کو سننے والا اور تمہاری تمام ضروریات اور حاجات میں کام آنے والا ہے۔ تمہیں جب بھی کوئی مشکل پیش آئے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی طرف جھکو اور اُس سے دُعا کرو۔" (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 28)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور پھر کہتے "اے اللہ! تُو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ اس کے بعد آپ تین دفعہ 'لَااِلٰہَ اِلَّااللہ' کہتے اور پھر تین دفعہ 'اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا' کہتے اور پھر یہ دعا کرتے "مَیں دھتکارے ہوئے شیطان کے وساوس اور اس کے شکوک وشبہات ڈالنے سے سَمِیْع اور عَلِیْم خدا کی پناہ میں آتا ہوں۔"

(ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من رای الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس کی سماعت تمام آوازوں پر حاوی ہے۔ حضرت خولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنے خاوند کا شکوہ کرنے لگیں۔ (حتیٰ کہ) اس کی گفت گو مجھ سے بھی مخفی تھی (مگر اللہ تعالیٰ ہر حال سے واقف ہے۔) {اللہ تعالیٰ نے آیتِ مبارکہ نازل فرمائی} :قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَی اللّٰہِ ۖ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کر رہی تھی، اور اللہ آپ دونوں کے باہمی سوال وجواب سن رہا تھا۔

(سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

" سَلَامٌ عَلَیْكَ جُعِلْتَ مُبَارَكًا سَمِعَ اللّٰہُ اِنَّہٗ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ"۔

کہ "تجھ پر سلام۔ تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دعا سن لی۔ وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ 96)

فرماتے ہیں:

مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ "جب تُو دعا کرے تو مَیں تیری سنوں گا"۔

(تذکرہ صفحہ 515 مطبوعہ 1969ء)

پھر الہام ہے:

"قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ اُجِیْبَتْ دَعْوَتُكَ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْن"

(تذکرہ صفحہ 673 ایڈیشن 1969ء)

اللہ تعالیٰ نے تیری دعا سن لی۔ تیری دعا قبول کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرتے ہیں۔

ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قبولیت دعا کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ وقت کی مناسبت سے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سردار نواب محمد علی خان صاحب، رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خان ایک شدید محرکہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مردے کے حکم میں تھا۔ اُس وقت مَیں نے اُس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مُبرم کی طرح ہے۔ تب مَیں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی! مَیں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب مَیں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا "اِنَّكَ اَنْتَ الْمَجَاز" یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب مَیں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثارِ صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدّت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 229-230)

آپ علیہ السلام اپنے ایک بیٹے کے بارہ میں قبولیت دعا کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدّت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب مَیں نے دعا کی تو الہام ہوا "بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر" یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہو گا"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 240)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان دونوں کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ

تم ڈرو نہیں۔ یقیناً مَیں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ اَسْمَعُ وَاَرٰی کہ مَیں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ (سورۃ طٰہٰ:47)

اللہ اپنے تمام بندوں کی دعائیں سنتا ہے جب بھی کوئی اس کو پکارتا ہے خواہ کوئی مؤمن پکارے یا کافر جو بھی کوئی پکارے اور جب بھی وہ جواب دیتا ہے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرۃ:187)

یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے، اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (سورۃ النمل آیت 63:)"۔

(ایّام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 259-260)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (الاعراف:201)

یعنی اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وَسوسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

" شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ حتّٰی کہ جب انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتا ہے تب بھی وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور اُسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور کئی لوگ اس کے دھوکے میں آ کر ایمان لانے کے بعد بھی اس کی باتوں کو ماننے لگ جاتے ہیں اور مرتد اور فاسق ہو جاتے ہیں اور یہ خطرہ اس قدر عظیم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کوئی شخص بھی اس خطرہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مگر اس فضل کو جذب کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع سے فائدہ اٹھائے اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔ اگر وہ اس کے دروازہ کو کھٹکھٹائے گا اور اُس سے دعائیں کرنا اپنا معمول بنالے گا تو اللہ تعالیٰ جو علیم ہے اور اپنے بندوں کے حالات اور اُن کی کمزوریوں کو خوب جانتا ہے اس کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جائے گا اور اسے طہارت اور پاکیزگی میسّر آجائے گی۔"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 465-466)

جو انسان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کی پابندی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے اور وہی سمیع اور علیم بھی ہے یعنی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جب کوئی اس کو پکارتا ہے تو وہ اُس کی سنتا ہے۔ جس طرح اگر کوئی رستہ بھول جائے اور کسی کو آواز دے تو اگر وہ سننے کی طاقت رکھتا ہو گا تو جواب دے گا۔ اسی طرح

جو لوگ سیدھے راستہ سے بھٹک جاتے ہیں وہ جب دعا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کی پکار کو سنتا ہے کیونکہ وہ سننے والا ہے۔ ہمارے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقبول دعا بھی ہے جب وہ اللہ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ:128)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا : اے اسماعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خاص حکم دیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا: آپؑ کے ربّ نے آپ کو جو حکم دیا ہے اس پر عمل کیجئے۔ آپ نے کہا: تو کیا تم میری اس بارے میں مدد کرو گے؟ حضرت اسماعیلؑ نے جواب دیا: ہاں کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: تو پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں اپنا ایک گھر بنانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے ایک ٹیلہ نما جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانی شروع کیں۔ حضرت اسماعیلؑ پتھر لاتے جاتے اور حضرت ابراہیمؑ (دیوار) بناتے جاتے۔ جب عمارت ذرا بڑی ہو گئی تو آپ یہ پتھر (یعنی حجر اسود) لائے اور آپؑ کے لئے اُسے نیچے رکھا۔ چنانچہ آپؑ اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے جاتے تھے جبکہ حضرت اسماعیلؑ کو پتھر پکڑاتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ آپ دونوں یہ دعا بھی پڑھتے جاتے تھے: اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما، یقیناً تُو ہی بہت سننے والا اور بہت صاحب علم ہے۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم...)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

" پس انسان کو چاہیے کہ وہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کہے۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کہنے کی بجائے یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہماری قدر نہیں کی جاتی۔ حالانکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں دوسروں کی نقل میں کرتے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی کی نقل میں قربانی نہیں کی۔ بلکہ اِدھر خدا نے حکم دیا اور اُدھر وہ قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کے ستون ہوتے ہیں اور جن کا بابرکت وجود مصائب کے لئے تعویذ کا کام دے رہا ہوتا ہے۔ وہ قربانیاں بھی کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ کہتے جاتے ہیں کہ اے خدا! ہماری قربانی اس قابل نہیں کہ تیرے حضور پیش کی جا سکے۔ تیری ہستی نہایت اعلیٰ وارفع ہے۔ ہاں ہم امید رکھتے ہیں کہ تو چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے اسے قبول فرما لے گا۔ تیرا نام سمیع ہے اور تُو دعاؤں کو سننے والا ہے۔ ہماری یہ قربانی قبول کرنے کے لائق تو نہیں مگر تُو جانتا ہے کہ ہمارے پاس اس سے زیادہ اور کچھ چیز نہیں جو تیرے سامنے پیش کریں۔ ایک طرف تیرا سمیع ہونا چاہتا ہے کہ تُو ہم پر رحم کرے اور دوسری طرف تیرا علیم ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تُو جانتا ہے کہ ہمارے جیسے نے کیا قربانی کرنی ہے۔ اسی روح کا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مظاہرہ کیا اور جب وہ دونوں مل کر بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتے جاتے تھے کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اے ہمارے ربّ! ہم نے خالص تیری توحید اور محبت کے لئے یہ گھر بنایا ہے۔ تُو اپنے فضل سے اسے قبول کر لے اور اس کو ہمیشہ اپنے ذکر اور برکت کی جگہ بنا دے۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ تُو ہماری دردمندانہ دُعاؤں کو سننے والا اور ہمارے حالات کو خوب جاننے والا ہے۔ تُو اگر فیصلہ کر دے کہ یہ گھر ہمیشہ تیرے ذکر کے لئے مخصوص رہے گا تو اسے کون بدل سکتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 180)

سامعین! دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اُن کی دعا کو سنا اور اُن کی قربانی کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور سنتا ہے اور جس کو ہو بہتر ہمارے لیے بہتر سمجھتا ہے اسے قبول کر کے ہمیں نوازتا بھی ہے اِس لیے ہمیں اپنی دعاؤں میں صبر سے بھی کام لینا چاہیے اور کچھ عرصہ کے بعد مایوس ہو کر یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ اللہ نے ہماری دعا نہیں سنی جب کہ وہ ہماری ضرورت کو اچھی طرح جانتا ہے۔

" حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں :

"وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔ فرماتا ہے: یہ نہ سمجھ لو کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے چونکہ وعدہ ہو گیا ہے اس لئے ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دُعائیں کرو کہ ایسا ہی ہو۔ خدا تعالیٰ سننے والا ہے اور جن باتوں کا تمہیں علم نہیں، اُن کا اُسے خود علم ہے۔ وہ آپ اُن کا انتظام کر دے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 215)

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" بعض دفعہ لوگ بعض جلد باز یہ دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بہت پکارا، بہت دعا کی لیکن ہماری دعا سنی نہیں گئی۔ ہماری پکار سے یا ہماری دعا سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم ہے کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ یا جو چیز ہم مانگ رہے ہیں، جس چیز کے لئے ہم دعا کر رہے ہیں اس کی اس حالت میں ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ اگر حقیقت میں ہمارا شمار اللہ تعالیٰ کی پیارے بندوں میں ہو، خدا کرے کہ ہو، تو وہ بہتر جانتا ہے کہ اس وقت کس رنگ میں ہماری کیا ضرورت ہے۔ تو یہ بات دعا کرتے ہوئے ہر وقت مدّ نظر رہنی چاہئے کہ جہاں وہ سمیع ہے، علیم بھی ہے۔ ہمارا کام صرف مانگنا ہے اور اکثر جب ہماری فریادوں کو اللہ تعالیٰ سنتا ہے وہاں اگر اپنے بندے کی کسی دعا کو اس صورت میں جس میں کہ بندہ مانگ رہا ہے ردّ بھی کر دیتا ہے تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ وہ واقعہ بڑا مشہور اکثر آپ نے سنا ہے کہ جو بزرگ تیس سال تک دعا مانگتے رہے اور روز ان کو یہی جواب ملتا تھا کہ نہیں منظور اور صرف تین دن ان کے ایک مرید نے ان کے پاس بیٹھ کر جو بے صبری کا مظاہرہ کیا تو وہ رو پڑے کہ مَیں تو اتنے عرصہ سے یہ دعا مانگ رہا ہوں اور مجھے یہی جواب مل رہا ہے۔ اور میرا کام تو مانگنا ہے مانگتا چلا جاؤں گا۔ اس بات پر وہی کیفیت دوبارہ طاری ہوئی اور وہ نظارہ مرید نے بھی دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا کہ اس عرصہ میں جتنی دعائیں ہیں سب قبول ہوئیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ جون 2003ء)

سامعین! آپ ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کی مخالفت کی وجہ جو حالات ہیں اُن میں دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

" آج کل کے حالات میں کسی بھی احمدی کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خدائی وعدے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمارا مددگار رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ لیکن جہاں وہ مخالفین کی بیہودہ گوئی کو سن رہا ہے کیونکہ آج کل پاکستان میں پھر کافی شور ہوا ہے۔ اور اس کو علم ہے کہ یہ لوگ احمدیوں کے ساتھ ظلم روا رکھ رہے ہیں اور اپنی تقدیر کے مطابق ایسے لوگوں کی خدا تعالیٰ نے پکڑ کرنی ہے۔ ان شاء اللہ۔ اور ہمارے تجربہ میں ہے کہ ماضی میں بلکہ ماضی قریب میں ایسی پکڑ کے نظارے وہ ہمیں دکھاتا رہا ہے اور اپنی قدرت نمائی کرتا رہا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دل مایوس ہوں اور ہلکا سا احساس بھی پیدا ہو۔ لیکن ہماری بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ ذمہ داری ڈال رہا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر میری طرف رجوع کرو اور میرے سے مانگو تا کہ وہ الٰہی تقدیر جو غالب آنی ہے انشاء اللہ، تمہیں بھی احساس رہے کہ تمہاری دعاؤں کا بھی اس میں کچھ حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعاؤں کو بھی سنا ہے۔ پس ان دنوں میں بہت زیادہ دعاؤں کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ جون 2003ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)